ایک دوسرے معاملے میں پاپائی کمیشن برائے امن و انصاف کے صدر کارڈینل روجر ایچ گیرے ۱۱ جنوری کو دو روزہ دورے پر کوالالمپور پہنچے۔ اپنی ایک تقریر میں انہوں نے کہا کہ "مقامی چرچ انسانی وقار کی حفاظت کے لیے جو کچھ کر رہے ہیں، پوپ اس پر پوری توجہ مبذول کیے ہوئے ہیں۔" انہوں نے اپنے سامعین کو ان کی یہ ذمہ داری یاد دلائی کہ وہ تمام مذاہب اور اقوام کے انسانی حقوق کی حفاظت کے سلسلے میں اپنی کوششوں میں مسیح کی سچی شہادت پیش کریں۔ انہوں نے بدھ مت، عیسائیت، ہندومت اور سکھ دھرم پر مشتمل مشترکہ ملائیشیائی مشاورتی کونسل کے ارکان سے بھی ملاقات کی۔ (رپورٹ: دی کیتھولک نیوز)

یورپ/امریکہ

فن لینڈ: مورمنزم، اسلام اور یہوواہ وٹنسز سے عدم دلچسپی

فن لینڈ میں ایونجلیکل لوتھرن چرچ کے تحقیقاتی مرکز کے زیر اہتمام رائے عامہ کے ایک جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ بحیثیت مجموعی فن لینڈ کے عوام مورمنزم، اسلام اور یہوواہ وٹنسز کے بارے میں خاص طور پر عدم دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ رائے شماری میں دو تہائی افراد نے اسلام کے متعلق منفی تاثر کا اظہار کیا۔ یہی تناسب مورمنزم کے بارے میں تھا۔ البتہ یہوواہ وٹنسز کو ناپسند کرنے والے ۸۲ فیصد تھے۔ فن لینڈ میں یہوواہ وٹنسز ۱۲ ہزار ہیں اور مسلمان تقریباً ایک ہزار۔ فن لینڈ کے آٹھ میں سے سات فادر ایونجلیکل لوتھرن چرچ سے تعلق رکھتے ہیں، اور سروے میں شامل افراد کی دو تہائی تعداد نے اسے اپنا پسندیدہ مذہب قرار دیا۔ (رپورٹ: اکومینیکل پریس سروس)

متفرّقات

روم نے "بدونِ شادی پیدائش" کو "کفر" قرار دے دیا۔

روم میں چرچ کے حیاتیاتی اخلاق (Bio-ethics) کے ماہرین نے برمنگھم میں "بدونِ شادی پیدائش" کے واقعہ کو "سائنٹفک کفر" قرار دیتے ہوئے اس کی سخت مذمت کی ہے اور اسے "یتیموں کی فیکٹریاں" کھولنے کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔

حیاتیاتی اخلاق پر چرچ کی اخلاقی تعلیمات کے تین ذمہ دار افراد کی طرف سے مذمت ایسے وقت سامنے آئی ہے جب اٹلی کی وزارتِ صحت کے انڈر سیکرٹری نے برطانوی Case کو "نئی آزادی" سے تعبیر کیا۔ نیز کم از کم ایک سرکردہ ماہر امراضِ زناں نے کھلے عام بیان دیا کہ اس ملک میں "بدونِ شادی پیدائش" کے خلاف اصولاً کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن چرچ حکام پیش بندی کے طور پر اس رجحان کے خلاف مذمت کی مہم چلا رہے ہیں جسے وہ برطانیہ سے آمدہ "اخلاقی دیوالیہ پن" قرار دیتے ہیں۔

کیتھولک یونیورسٹی (روم) کے "مرکز برائے حیاتیاتی اخلاق" کے ڈائریکٹر ایلیوسگریسیا کا کہنا ہے کہ افزائش نسلِ انسانی، اگر ازدواجی بندھن کے ذریعے نہ ہو تو یہ ایک انسانی حقیقت کے طور پر باقی نہیں رہ سکتی۔ عورت اگر شادی کے بغیر بچہ اٹھائے ہوتی ہے تو یہ ایک غیر انسانی فعل ہے۔ دوسرے لفظوں میں مصنوعی تخم ریزی جس سے گویا یتیم فیکٹری کھل جائے، سراسر غیر انسانی عمل ہے۔

اطالوی کیتھولک ڈاکٹروں کی ایسوسی ایشن کے صدر ایڈر یانو ورجیلیو نے کہا کہ "برطانوی نوجوان خواتین کی کنوارپنے میں حاملہ ہونے کی خواہش فطرت کی "خلاف ورزی" ہے۔ جنسی تعلق سے انکار بذات خود غیر فطری ہے۔ یہ غیر متوازن ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ اور بطور ڈاکٹر میری رائے یہ ہے کہ کنوارپنے میں حاملہ ہونے کی آرزو ہر حال میں "سائنٹفک کفر" ہے کیونکہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی کنوارپن ختم ہوجائے گا۔

اطالوی اطباء کی تنظیم کے مشیر برائے اخلاقیات ریناورگیو نے بھی برمنگھم کے واقعہ کی مذمت کی۔ انہوں نے "ڈاکٹروں کے پیشہ ورانہ احساسِ ذمہ داری" کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ "مصنوعی تخم ریزی ایسے افراد کے لیے ہے جنہیں واقعی سنگین مشکلات کا سامنا ہے، نہ کہ لحاتی ترنگ کے شکار لوگوں کے لیے۔" (رپورٹ: کیتھولک ہیرالڈ)

ویرونا کے بشپ جیوسیپ اماوی نے اپنے شہر میں ایک نئے مذہبی سلسلے کا آغاز کیا ہے جو بالخصوص کنواری خواتین کے لیے ہے۔ اس مذہبی سلسلے میں صرف وہ لوگ شریک ہوسکتے ہیں جو شہادت کے نشان کے طور پر اپنی باقی ماندہ زندگیوں میں پاک دامن رہنے کا وعدہ کریں۔

اپنے وطن میں

(ذیل میں پاکستان کی مسیحی برادری کے حوالے سے ایسی اطلاعات فراہم کی جا رہی ہیں جو Focus میں جگہ نہیں پاسکیں)

مردم شماری ۱۹۹۱ء

پاکستان میں پہلی مردم شماری ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی اس کے بعد ۱۹۶۱ء، ۱۹۷۲ء اور ۱۹۸۱ء میں مردم شماری اور خانہ شماری کی گئی۔ ۱۹۷۰ء کے عشرے میں مردم شماری پاک - بھارت جنگ کے باعث بروقت نہ ہوسکی اور ایک سال دیر سے ہوئی۔ پانچویں مردم شماری سالِ رواں میں ۲۲ دسمبر ۱۹۹۰ء تا مارچ ۱۹۹۱ء کے درمیان مکمل ہونی چاہیے تھی مگر سندھ میں خانہ شماری کے مرحلے میں غلط اعداد و شمار سامنے آئے اور مردم شماری کا عمل روک دیا گیا۔

مسیحی اقلیت نے مردم شماری کے مسئلے کو پوری اہمیت دی ہے۔ گزشتہ انتخابات میں مسیحی امیدواروں نے اپنے منشوروں میں اس امر کو شامل کیا تھا کہ وہ مسیحی آبادی کے درست اعداد و شمار کے لیے جدوجہد کریں گے۔ گیبریل فرانسس خان ایڈووکیٹ (راولپنڈی) نے اپنے ایک مضمون میں یہ نقطۂ نظر اختیار کیا ہے کہ "۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق مغربی پاکستان میں مسیحیوں کا تناسب کل آبادی میں ۱۰۳ فیصد تھا۔ پاکستان کی کل آبادی میں ۱۹۵۱ء سے اب تک ۳ گناہ سے زیادہ اضافہ ہوچکا ہے۔ اگر اسی تناسب سے مسیحیوں کی آبادی میں اضافہ بھی تصور کیا جائے تو موجودہ سرکاری اعداد و شمار پر قطعی بھروسہ ممکن نہیں ہے۔" (نقیب کاتھولک - لاہور، یکم جنوری تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء، ص ۸)

پندرہ روزہ "نقیب کاتھولک" (لاہور) نے اپنے اداریے - "مردم شماری میں تاخیر کیوں؟" کے تحت لکھا ہے کہ "حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق اقلیتوں کی اصل تعداد درست نہیں ہے۔ اس کی واضح مثال پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں میں سے ہندوؤں کی تعداد سب سے زیادہ ظاہر کی گئی ہے اور باقی صوبوں میں اُن کی تعداد برائے نام ہے جب کہ مسیحی تمام صوبوں میں آباد ہیں۔ اس طرح بظاہر اور حقیقت میں بھی مسیحی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔" (نقیب کاتھولک - لاہور، ۱۶ تا ۳۱ مارچ ۱۹۹۱ء) یونائیٹڈ کرسچن فرنٹ کے رہنما ڈاکٹر شمشاد ثناء اللہ کی